گوشہ فاروقی صاحب: خطاب: مولانا عبدالقیوم حقانی*

الحاج شفیق الدین فاروقیؒ کا سانحۂ ارتحال

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے منتظم' ماہنامہ الحق کے رفیق' شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق کے داماد' مولانا حامد الحق حقانی اور مولانا راشد الحق سمیع حقانی کے بہنوئی الحاج شفیق الدین فاروقی طویل علالت کے بعد ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ ...... اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ تدفین کے موقع پر شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کے حکم پر جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مقبرۂ حقانیہ میں حاضرین سے مولانا عبدالقیوم حقانی کا خطاب: جوادارتی کالم میں بطور تعزیتی شذرہ کے شریک اشاعت ہے۔ (مرتب: حبیب اللہ حقانی)

....

خطبہ مسنونہ کے بعد:

بزرگانِ محترم اور سامعینِ مکرم! سیدی وسندی واستاذی المکرّم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم کا حکم ہے کہ اس موقع پر میں دینی حوالے سے کچھ معروضات عرض کروں۔

الحاج شفیق الدین فاروقی بارگاہِ رب میں ہیں۔ ماہِ مبارک کی ستائیسویں (۲۷) شب ہے۔ لیلۃ القدر کی مبارک رات ہے۔ جنازہ میں علماء' مشائخ' محدثین' مدرسین' طلباء' حفاظ' قراء' صالحین اور عامۃ المسلمین نے شرکت فرمائی۔ جو ان کی بخشش' مغفرت اور بارگاہِ رب میں وسیلۂ نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔ علاوہ ازیں خود مرحوم کے لئے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق' شیخ الحدیث مولانا انوارالحق ماہنامہ الحق اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے نسبت' تعلقِ خاطر' خدمت اور وابستگی ایک عظیم وسیلۂ مغفرت ہے۔ شفیق مرحوم نے جوانی میں بارگاہِ ربّ میں اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ خود کو علماء کی خدمت کے لئے پیش کردیا، اور وقف ہوگئے۔

جوانی کے جذبات' امنگیں' ولولے' پھر سرکاری ملازمت' بھرپور وسائل' علاوہ ازیں اپنے خاندان اور

---

* مہتمم جامعہ ابوہریرہ' خالق آباد نوشہرہ

برادری کی دنیوی عظمتیں، شان و شوکت اور جاہ و جلال، دنیا داری اور دولت کی چمک دمک جیسے پرکشش رونقیں چھوڑ کر مرحوم نے خود کو علماء کی خدمت کے لئے وقف کردیا۔ بلکہ علم اور علماء کے بحرِ خدمات میں ڈوب گئے......

شناوران محبت تو سینکڑوں ہیں مگر
جو ڈوب جائے وہ پکا ہے آشنائی کا

انہیں جوانی میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی خدمت اور رفاقت کے مواقع میسر ہوئے۔ ان کی دعائیں ملیں۔ ان کی توجہات کے منظورِ نظر ٹھہرے۔ اور یہ ان کی خدمات، خلوص، محبت اور ایثار و قربانی کا ثمرہ تھا کہ وہ حقانی خاندان کے فردِ فرید بن گئے۔ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کی دامادی کا شرف بھی حاصل ہوا۔

شفیق بھائی کا تعلق و محبت صرف خدمات، محض رشتہ داری اور خاندانی وضع داریاں نبھانے تک محدود نہ تھا بلکہ آزمائش، امتحانات، ابتلاء آت اور ہمہ جہتی صبر آزما صعب ترین مراحل سے انہیں گذار کر تکوینی طور پر کندن بنا دیا گیا۔

انہیں ماہنامہ الحق کی خدمت کا موقع ملا، انہیں سیاست میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق کے ساتھ ایک مخلص کارکن اور وفادار و جان نثار سپاہی کا کردار ملا۔ انہیں سفر و حضر اور ملک و بیرون ملک کے طویل ترین اسفار میں شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کے ساتھ خوب رفاقت و خدمت کے مواقع ملے۔

انہیں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے تعمیری اور انتظامی امور میں بھرپور مخلصانہ کام کے وسیع میدان ملے اور میں سمجھتا ہوں کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے بانی ارکان کی طرح شفیق مرحوم بھی گویا ''بنیاد کے پتھر'' ہیں جو بظاہر کسے نظر نہیں آتا مگر ساری عمارت کا دارومدار اسی پر ہوتا ہے۔ جس کی قدر معمار جانتا ہے یا اللہ ہی جانتا ہے کہ اس عمارت میں ''بنیاد کے پتھر'' کی کیا حیثیت ہے۔

علماء، صلحاء، اہل اللہ کی صحبت، خدمت، ان کے مجالس اور دعاؤں کے اثرات اور ثمرات ہوتے ہیں جو ان کے ہم نشینوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ آج جو شفیق بھائی کو اتنا بڑا جنازہ ملا، علماء صلحاء، شیوخ اور اساتذۂ علم طلبہ اور صالحین کا جنازہ میں اژدحام تھا اور سامنے دارالحفظ اور مشرقی جانب دارالحدیث اور مغربی جانب ترکستان کے طلبہ کی تلاوت، مطالعہ حدیث اور تدریس علم کی فضائیں، اور حقانی قبرستان کی ہوائیں اور جنت کا ماحول ملا۔ یہ سب حقانی اولیاء کی برکتیں ہیں۔

شفیق بھائی کو اللہ پاک نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ اخلاق' تواضع' نماز کی پابندی' جماعت کا اہتمام' فقراء اور مساکین کی خدمت اور سرپرستی کے ساتھ ان کا سب سے بڑا وصف فروتنی' عاجزی' انکساری اور فنائیت تھا۔ موصوف نے خود کو مٹا دیا تھا۔ اس کی مثال عرض کئے دیتا ہوں:

''احقر جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں شفیق صاحب کے دفتر کے متصل اپنے دفتر میں مصروفِ کار تھا۔ میرا دفتر ہی میرا دارالتصنیف تھا جو موتمر المصنفین کا ایک حصہ ہے۔ احقر دفتر سے نکلا اور کونے میں واقع باتھ روم چلا گیا، دیکھا تو کموڈ بند تھا، سارا کموڈ گندگی سے بھرا ہوا تھا۔ احقر فوراً باہر آ گیا اور ظاہر ہے کہ چہرے پر ناگواری کے آثار بھی آئے ہوں گے۔ سامنے سے شفیق بھائی آ رہے تھے۔ انہوں نے میرے تیور پڑھ لئے۔ میں تو اپنے دفتر چلا گیا اور وہ سیدھے باتھ روم گئے۔ دیکھا تو گندگی سے بھرا ہوا تھا۔ تیزی سے واپس لوٹے اور چند لمحے بعد کموڈ کھولنے والا پمپ ساتھ لائے۔ انہوں نے بڑا خوب صورت سوٹ پہنا ہوا تھا اور اپنی وضع قطع کا لحاظ کئے بغیر باتھ روم میں چلے گئے اور دروازہ بند کر دیا۔ آٹھ دس منٹ بعد باہر نکلے تو ان کا لباس آلودہ تھا۔ پمپ سے چھینٹیں اڑی ہوں گی۔ ان کا پورا جسم گندگی سے شرابور تھا مگر بایں ہمہ ان کے چہرے پر پریشانی بلکہ ناگواری تک کے آثار نہ تھے۔ مجھے بڑی خندہ جبینی سے مسکراتے ہوئے فرمایا: ''حقانی صاحب! آپ تشریف لے جائیں صفائی ہوگئی ہے''۔

میں نے چند لمحے قبل یہی واقعہ استاذ مکرم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہم کو سنایا تو حضرت نے ارشاد فرمایا: ''شفیق بھائی نے حضرت مدنی کی سنت زندہ کر دی، اور ان کی یاد تازہ کر دی''۔ بہرحال تواضع' فنائیت ان کی افتادِ طبع تھی۔

احقر نے اپنی ڈائری میں یہ چشم دید واقعہ محفوظ کر لیا تھا اور اس کے ساتھ ایک بزرگ کا یہ ارشاد بھی نقل کر دیا تھا کہ بظاہر بڑے بڑے پارسا' بڑے دیندار' بڑے اصحاب جبہ و دستار مگر باطن میں دنیا کے پجاری و پرستار' جب مرتے ہیں تو ان کا بڑا جنازہ ہوتا ہے، اور لوگ ان کی مدح و توصیف اور ان کے کمالات کے گن گاتے ہیں مگر جب انہیں قبر میں رکھا جاتا ہے تو ان کی شکل کتے اور خنزیر میں بدل جاتی ہے کہ وہ ''الدنیا جیفة وطالبها کلاب'' (دنیا ایک مردار حیوان ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتے ہیں) کے مصداق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایک عام سَچا اور سُچا مسلمان مرتا ہے نہ تو اس کے علم و تقویٰ کے چرچے ہوتے ہیں اور نہ ہی اس کو جبہ و دستار کی زیبائش حاصل ہوتی ہے اور نہ جنازہ میں اژدحام ہوتا ہے مگر جب اس کو قبر میں رکھا

جاتا ہے تو قبر اس کے لئے جنت کا باغیچہ بن جاتا ہے۔

شفیق بھائی اگرچہ نہ تو محدث تھے، نہ شیخ التفسیر، نہ مفتی تھے اور نہ قاضی، نہ امام تھے اور نہ خطیب، نہ مصنف تھے اور نہ مبلغ، نہ کوئی رسمی عالم بلکہ انگریزی پڑھے ہوئے، مگر بایں ہمہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ، انگ انگ اور کروٹ کروٹ ایک عظیم ادارہ اور علماء حق کی خدمت کے لئے وقف تھی۔ یقیناً ان کی مرقد مبارک ان کے لئے جنت کا باغیچہ بن گئی ہوگی۔

ہاں مجھے مرحوم کے ساتھ پندرہ سولہ سال تک مل کر کام کرنے کے مواقع ملے۔ میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا۔ لالچ، طمع، حرص دنیا کی محبت اور دنیوی رونق چمک کا انہیں کوئی حرص نہیں تھا۔ اور اس کے حصول کے لئے انہوں نے کبھی بھی کوئی ایسا اقدام نہیں اٹھایا جس سے ان کی زر پسندی ظاہر ہوتی ہو۔

وہ چاہتے تو محلات کھڑے کر سکتے تھے، چاہتے تو پلازے بنا سکتے تھے، چاہتے تو بڑی جائیداد بنا سکتے تھے۔ وہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ساتھ رہے جب حضرت ایم این اے تھے۔ کوئی پچیس (۲۵) تیس (۳۰) سال تک شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کے پارلیمانی مساعی کے زمانے میں ان کے دست و بازو بن کر کام کرتے رہے۔ دونوں حضرات کی تمام چابیاں ان کے ہاتھ میں تھیں۔ وہ ان کے نام کو استعمال کر کے بھی بہت کام کر سکتے تھے اور بہت کچھ بنا سکتے تھے۔

مگر جس طرح دونوں شیوخ اپنے پارلیمانی دور سے فارغ ہوئے اور فقر و فاقہ مستی پر انہیں ناز تھا، اسی طرح شفیق بھائی کا دامن بھی صاف رہا۔ اور کسی بھی کاروبار، مالی اثاثہ، سرمایہ کے بغیر مقروض جہانِ فانی سے رخصت ہوئے اور محدود تنخواہ پر اپنی اولاد اور خاندان کی خدمت کرتے رہے، اور اپنے ہاتھوں کی کمائی سے گذر اوقات کرتے رہے۔

گذشتہ سال ایک مرتبہ استاذ مکرم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ کے دولت کدہ پر ان کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو اچانک شفیق بھائی سے ملاقات ہوگئی۔ مجھے ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا میرے ساتھ چلو۔ وہ مجھے جدید دارالحدیث لے گئے۔ دارالحدیث کی مرمت، رنگ و روغن اور غالباً کارپٹ ڈالنے کا کام کرا رہے تھے۔ مجھے مکمل بریفنگ دی اور اپنے تمام کاموں سے آگاہ فرمایا۔

اس کے بعد مجھے اس کمرے میں لے گئے جہاں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ان کے حیات میں

استعمال ہونے والے ان کے تبرکات پڑے تھے۔ شفیق بھائی نے انہیں بڑی حفاظت سے سجا بنا رکھا تھا۔ مجھے خیروبرکت کے لئے اسی چارپائی پر بٹھا دیا جو حضرت شیخ کے استعمال میں تھی۔ بتانا یہ ہے کہ حضرت شیخ کی وفات کے بعد بھی ان کے زیر استعمال یادگار چیزوں کو بڑے سلیقے سے رکھنے' سجانے اور تبرک حاصل کرنے کی مساعی سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ اہل اللہ سے انہیں کس قدر تعلقِ خاطر اور والہانہ محبت تھی۔

الغرض اپنے کتب خانہ کے کام کے ساتھ ساتھ وہ وقت نکال نکال کر جامعہ حقانیہ کے انتظامی امور میں خدمات بھی بلا معاوضہ انجام دیتے تھے اور اس پر وہ خوش رہتے تھے۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو جو دیوبند ثانی کا مقام ملا، لاریب یہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی کرامت' ان کے لائق و فائق فرزندان مولانا سمیع الحق اور مولانا انوارالحق کی حسن تدبیر اور حکیمانہ طرز عمل ہے۔ جس نے حقانیہ کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں اس میں مولانا سمیع الحق کی فراست بھی ایک مؤثر عنصر کے طور پر شریکِ عمل ہے کہ انہوں نے اپنے عظیم کام' عظیم مشن' جامعہ کی خدمت کے لئے شفیق مرحوم جیسے مخلص خدام اور وفادار کارکنوں سے اپنی ٹیم کے لئے انتخاب کیا ہے۔ جو روشن دماغ' عالی فکر' دیانت دار' اور باکردار ہیں اس لئے کیمیا اثر ہیں۔ شفیق مرحوم جیسے باتدبیر ساتھی مٹی کا ڈھیلا ہاتھ میں لیں تو اسے سونے کی ڈلی بنا دیتے ہیں۔ اور اگر ٹیم کے ساتھی کوڑھ مغز سطحی اور پست ہوں، دیانت دشمن اور نمائش پسند ہوں تو پھر قدرت کا اٹل اصول ہے کہ خدا ایسے لوگوں کے فیصلوں' فکر و عمل اور کردار سے برکت اٹھا لیتا ہے۔ ان کے دن راتوں کی طرح مٹیالے اور ان کے دل جرموں کی طرح کالے بنا دیتا ہے۔ ان کے دماغ بنجر' ان کی آنکھیں بے نور' اور ان کے کان سماعت سے محروم کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی کو قدرت کے انتقام کا نشانہ بناتے ہیں تو یہ نہیں کہ دن کی روشنی میں کسی کے سر پر ڈنڈا مار دیتے ہیں۔ وہ کرتے یہ ہیں کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ان کی عقل کی ''مت'' مار دیتے ہیں۔

شفیق بھائی کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کام کے لئے چنا تھا۔ وہ عظیم کام کر گئے۔ وہ ایک عظیم ادارے کے کارکنوں میں ''بنیاد کے پتھر'' کی حیثیت رکھتے تھے۔ جب تک ادارہ قائم ہے اور اللہ کی وسیع دھرتی پر ادارے کے فضلاء کام کر رہے ہیں تب تک بانیینِ جامعہ کی طرح شفیق مرحوم اور ان جیسے مخلص خدام کے لئے صدقہ جاریہ بھی قائم ہے۔ اور یہ نسلاً بعد نسلٍ قائم رہے گا ان شاء اللہ۔

٧٥٠